قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استعنت فاستعن باللہ

خدا تعالیٰ کا شکر ہے

کہ یہ رسالہ مشتمل بر حکم شرعی وظیفہ "شیئاً للہ"

مسماۃ بہ

کشف الغطاء

عن

مسئلۃ شیئاً للہ

(مولوی پیرزادہ) غلام رسول کاشمیری

نزیل امرتسر (پبلشر) نے

افتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام حیدر مینیجر چھپوا کر امرتسر سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتٰب ولم یجعل لہ عوجًا۔ وَ ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدّین کلہ وکفیٰ باللہ شھیداً۔ وصلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلّم تسلیمًا کثیراً کثیراً۔ امابعد۔ کچھ عرصہ ہُوا کہ چار ورق کا ایک اشتہار "شیئًا للہ" کے مسئلہ جواز میں شائع ہُوا۔ جس میں خیانت سے کام لیا گیا۔ کہیں حوالہ دینے میں افترا کیا۔ کہیں فہم مُراد میں غلطی کھائی۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ عوام کے عقائد کی تصحیح کے لئے چند سطور لکھی جائیں۔ اگرچہ خواص کے لئے دہوکہ کا اندیشہ نہ تھا۔ مگر عوام کے دہوکہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو قبول فرما کر مُسلمانوں کے لئے نافع بنائے۔ وما توفیقی الّا باللہ۔

تحقیق مسئلہ

شیئًا للہ کے پڑھنے پر اس قدر زور دیا جاتا ہے۔ کہ گویا یہ لفظ اسلام اور کفر کے درمیان مابہ الامتیاز ہے۔ جو اس کو پڑھے مسلمان۔ ورنہ خارج از اسلام۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ لوگ کسقدر خطرناک اور مُہلک ذہنیت پیدا کر چکے ہیں۔ انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسلام کی صاف وسُتھری تعلیم کو گورکھ دھندا بنایا جارہا ہے۔ یہ کلمہ نہ قرآن مجید کی آیت ہے۔ نہ کسی حدیث کا ٹکڑا ہے۔ نہ کسی صحابی سے مروی ہے۔ نہ آئمہ دین سے منقول ہے۔ پس ذکر اللہ کے طور پر پڑھنے کی اس میں گنجائش نہیں۔ نہ یہ کلمہ ثناءِ خدا پر مشتمل ہے۔ نہ اس میں ثواب کی اُمید ہے۔ پس جو شخص ثواب سمجھ کر اسے پڑھتا ہے۔ یا الفاظ قرآنیہ یا کلمات نبویہ کے ساتھ ملا کر اس خیال سے پڑھتا ہے۔ کہ اس کلمہ میں بھی ثواب

ہے۔ وہ سخت جاہل اور بے خبر اور مواقع استعمال سے ناواقف ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس طریق سے پڑھتا ہے۔ جس طرح کوئی شخص کسی مشکل میں مبتلا ہؤا ہو۔ اور کسی اعلیٰ حاکم سے مشکل برآری کے لئے اس کے کسی مقرب سے سفارش طلب کرتا ہے۔ اس مقرب کی خدمت میں خود حاضر ہو کر یا کسی ذریعہ سے اس مقرب کے پاس اپنی سفارش پہنچاتا ہے۔ تو اسی طرح مبتلائے بلا و طالب حاجت من اللہ برائے توسل و طلب سفارش قدوۃ الاولیاء صفوۃ الاتقیاء حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ کے پاس جاکر یا اس نیت وخیال سے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس شخص کی طلب سفارش کو ان کے پاس پہونچائے گا۔ اس جملہ کو استعمال کرے۔ تو اس میں کوئی وجہ کفر وشرک وحرمت کی نہیں ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ خیریہ میں ہے۔ اور یہی مطلب شیخ الاسلام شہاب الدین رملی انصاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ البتہ اس عقیدہ سے پڑھنا کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یا اولیاء عظام رحمہم اللہ کو تمام علویات وسفلیات کا علم محیط عطا کیا گیا ہے یا اس خیال سے کہ حضرات مذکورین.... ہر وقت ہر جگہ حاضر وناظر ہیں۔ یا اس نیت سے پڑھنا کہ حضرات مذکورین..... سے کل یا بعض کو تمام عالم میں تصرف کرنے کا اختیار عام وتام دیدیا گیا ہے۔ حرام وباطل وناجائز ہے۔

بہرحال یہ عقیدہ کہ خاصان حق کو اللہ تعالیٰ نے تمام ذرات علویات وسفلیات کا علم محیط عطا کر دیا ہے۔ اس آیت سے باطل ہے" قُلْ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ" (یعنی) آپ کہدیجئے کہ اگر میں کل غیب آسمان وزمین کا جانتا۔ تو میں خیر کثیر جمع کر لیتا۔ اور مجھے تکلیف نہ پہونچتی"۔ (لیکن مجھے تکلیفیں پونچیں۔ تو میں کل غیب جاننے والا نہ ہؤا) نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنی تکلیفیں پونچیں۔ کہ اس قدر تکالیف کسی اور کو نہیں پونچیں۔ غزوۂ اُحد میں دانت مبارک شہید ہوئے

پیشانی مبارک زخمی ہوئی۔ خیبر میں زہر آلودہ بکری کا گوشت آپ اور صحابۂ کرامؓ کو کھلایا گیا۔ جس کی وجہ سے بعض حضرات وہیں جاں بحق ہوئے حضورؐ کو ہر سال اس زہر کا دورہ رہتا تھا۔ قبیلۂ مضر نے ستر صحابۂ قراءؓ کو راستے میں شہید کر ڈالا۔ جو آپ کو گراں گذرا۔ جس کی وجہ سے ایک ماہ تک کفار مضر پر صبح نماز میں بددُعا فرماتے رہے۔ آپ پر یہود حسود نے جادو کیا۔ جس کی وجہ سے خفیف سی پریشانی دُنیاوی امور میں لاحق ہوگئی۔ اگرچہ تبلیغی اور دینی امور میں اس جادو کا اثر ظاہر نہ ہُوا۔ صلواۃ اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین۔

یہاں پر ایک مسئلہ نحو کا ذکر کرنا غیر موزوں نہ ہوگا۔ وہ یہ ہے۔ کہ کلمۂ "لو" شرط وجزا اور ان کے مثبت معطوف کو منفی اور منفی کو مثبت کردیتا ہے۔ (شرح جامی۔ بحث تنازع) یہاں کنتُ اعلم الغیب اور استکثرت من الخیر مثبت ہیں ان کو منفی کرے گا۔ اور ما مسنی السوء جو معطوف اور منفی ہے۔ اس کو مثبت کردیگا۔ اور اس مقام پر یہ جاننا چاہئے کہ کلمہ لو کبھی علت خارجیہ کے بیان کے لئے آتا ہے۔ جبکہ شرط وجزا دونوں کا علم مخاطب اور متکلم کو پہلے سے ہو۔ اس وقت کلمہ لو انتفاء ثانی لانتفاء اوّل کے لئے ہوگا۔ جیسے لو جئتنی لاکرمتك اور کبھی کلمہ لو مخاطب کے تحصیل علم کے لئے ہوتا ہے۔ جبکہ جزا شرط کو لازم ہو۔ اور جزا جو لازم ہے اس کے انتفاء کا علم مخاطب کو حاصل ہو۔ متکلم لازم کے انتفاء سے جو جزا ہے ملزوم کے انتفا پر جو شرط ہے دلیل قائم کرے گا۔ اس وقت کلمہ لو انتفاءُ اوّل لانتفاء ثانی کے لئے ہوگا۔ جیسے لوکان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا تو دو آلہہ کے انتفاء پر عدم فساد ارض وسماء سے استدلال کیا گیا ہے۔ (یہ بحث مفصّل دیکھنی منظور ہو تو تقریر دلپذیر مصنفہ مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم دیوبند ملاحظہ فرمائیں۔

پس آیت "لوکنت اعلم الغیب" الخ "لوکان فیہما الھتہ الا اللہ لفسدتا"
کے قبیل سے ہے۔ اور بھی بہت سی آیات قرآن شریف میں موجود ہیں۔ جو نفی
علم غیب کلی پر دال ہیں۔ قرآن مجید کا علم قطعی اور یقینی ہے۔ اور یقینیاتِ قرآنیہ
کبھی غلط اور باطل نہیں ہو سکتے۔ بلکہ جو ان کا مخالف اور مصادم ہوگا باطل
ہوگا۔ اہل ہوا ان آیات قرآنیہ کا جو نفی علم غیب کلی پر دال ہیں۔ یہ جواب
دیتے ہیں۔ کہ "ان آیات میں نفی علم غیب ذاتی کی ہے۔ جیسے ہم بھی مانتے ہیں۔
عطائی کی نفی ان آیات میں نہیں۔ پس یہ آیات قرآنیہ ہمارے عقیدہ کے
ابطال کے لئے پیش نہیں کی جا سکتیں"۔ ان عقلمندوں سے کوئی پوچھے۔ کہ
دفع مضرت اور جلبِ منفعت کے لئے علم غیب ذاتی کی ضرورت ہے۔ یا نفس
علم کی خواہ ذاتی ہو یا عطائی۔ اس کا جواب یہی دیں گے۔ کہ مطلق علم کی
ضرورت ہے۔ خواہ ذاتی ہو یا عطائی۔ کیونکہ دفعِ مضرت اور تحصیلِ خیر جیسے
علم ذاتی سے ہو سکتی ہے۔ ایسے ہی عطائی سے بھی ہو سکتی ہے۔ اگر خاص نفی ذاتی
ہی مراد لی جائے۔ تو شرط و جزا میں تلازم نہیں رہیگا۔

بہرکیف یہ عقیدہ کہ بزرگانِ دین اور اولیاءِ کاملین ہر جگہ ہر وقت حاضر
ناظر ہیں اس لئے باطل ہے کہ ہر وقت حاضر و ناظر ہونے والے کے لئے عالم
بعلم محیط ہونا ضروری اور لازمی ہے۔ علم محیط کی نفی اوپر ہو چکی ہے۔ لہٰذا
حاضر و ناظر ہر جگہ ہر وقت سمجھنا غلط اور باطل ہے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش انبیاء علیہم السلام
اور ان کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کی امتوں کے
لاکھوں اولیاء عظام خصوصًا سرور کائنات فخر موجودات ہادی السبل صلی اللہ
علیہ وسلم کے اصحابؓ اور لاکھوں اولیاء کرامؒ کیا ہر شخص کے ساتھ ہر وقت ہر
جگہ حاضر و ناظر رہتے ہیں۔ اور دیکھتے رہتے ہیں۔ اور امداد کرتے رہتے ہیں
ذرا غور کرو۔ عقل سے کام لو۔ ان کے لئے مشکل کُش کون تھا۔ اور مددگار

و معاون کون تھا۔ جو ان کے لئے مشکل کشا اور معاون تھا۔ وہی ہر شخص کیلئے ہے۔ یہ لوگ خدا کو کافی نہیں سمجھتے۔ خدا کی قدر نہیں کرتے۔ وما قدر اللہ حق قدرہٖ ۔

پس یہ عقیدہ کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کو تمام اشیاء عالم میں تصرف کرنے کا اختیار عام و تام دیا گیا ہے۔ قرآن شریف کی ان آیات کی رو سے باطل ہے۔" قل لا املک لنفسی نفعًا ولا ضرًا۔ الا ما شاء اللہ" (آپ فرما دیجئے۔ کہ میں اپنے نفس کے لئے کسی نفع اور ضرر کا مالک نہیں ہوں۔ مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے) قل لا املک لکم ضرًا ولا رشدًا" (آپ فرمائیے اے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میں تمہارے لئے کسی ضرر اور ہدایت کا مالک نہیں ہوں) جب امام رسل ہادی سبل اپنے نفع و ضرر اور دوسرے کے نفع و ضرر کے مالک نہیں ہیں۔ تو اور کس کی طاقت و مجال ہے۔ کہ وہ نفع اور ضرر پہونچانے کا مالک ہو۔ اور تصرف عالم میں مختار عام و تام قرار دیا جا سکے۔

معجزات یا کرامات کے طور پر انبیاء علیہم السلام یا اولیاء کرام سے جو امور صادر ہوتے ہیں۔ مثلاً احیاء موتیٰ۔ عصا کا سانپ بنا دینا۔ انشقاق قمر یا جماعت کثیرہ کا طعام قلیل سے سیر ہو جانا۔ انگلیوں سے پانی کا نکلنا۔ یا تھوڑے وقت میں مسافت کثیرہ کا طے کر دینا۔ ہوا پر چلنا یا پانی پر چلنا وغیرہ وغیرہ جو اس قسم کے افعال ہیں۔ ان حضرات کے اپنے اختیار اور تصرف سے نہیں ہوتے۔ بلکہ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ ان امور کو انکے ہاتھ پر ظاہر کر دیتا ہے۔ تاکہ ان کا مقبول الٰہی ہونا ظاہر ہو جائے۔ اور جن و انس ان کے طریقے پر چل کر رضاء الٰہی حاصل کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبردار بندوں کے لئے جو انعامات و کرامات مقرر کئے ہیں ان سے بہرہ مند ہوں۔ یہ سب کچھ" وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ" فلما

تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم کے قبیل سے ہے۔ اس طرح کے افعال سے
ان کو متصرف فی العالم اور مختار کل سمجھنا کمال درجہ کی جہالت اور نادانی ہے۔

کرامت اور تصرف

واضح رہے کہ کرامت اور تصرف میں نسبت عموم خصوص من وجہ ہے۔ چند عبارات فقہائے
احناف رحمہم اللہ کی نقل کی جاتی ہیں۔ جن سے ایک حنفی مسلمان کی تشفی
ہو جائے گی۔

(۱) "من قال ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر" (فتاوی بزازیہ)
(یعنی) جو یہ کہے۔ کہ ارواح مشائخ ہر جگہ ہر وقت حاضر ہیں اور جانتے ہیں
وہ کافر ہے۔"

(۲) من اعتقد ان المیت یتصرف دون اللہ فذلک کفر" (فتاویٰ
عالمگیری۔ رد المحتار۔ بحر الرائق)۔ (یعنی)..........
.......جس نے اعتقاد کیا۔ کہ میت تصرف کرتا ہے سوائے اللہ کے پس
یہ عقیدہ اس کا کفر ہے۔"

(۳) "اعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما علمھم
اللہ تعالیٰ احیانا۔ وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ السلام
یعلم الغیب معارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب
الا اللہ" (شرح فقہ اکبر ص ۱۸۵ مطبوعہ مطبع گلزار محمدی لاہور)۔ (یعنی) یاد رکھو۔
کہ بے شک انبیاء علیہم السلام مغیبات کو نہیں جانتے۔ مگر اس قدر کہ اللہ
تعالیٰ نے ان کو کبھی کبھی ان کو علم دیا۔ اور علماء حنفیہ نے تکفیر کی تصریح
فرمائی ہے۔ بوجہ اس عقیدہ کے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں۔
کیونکہ یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے خلاف ہے۔ کہ قل لا یعلم من
فی السموات والارض الا اللہ۔"

(۴) وکذا علم المغیبات ای وکعدم علم بعض المسائل .... علم

المغیبات فلا یعلم النبیؐ منہا الا ما اعلمھم اللہ تعالیٰ بہ احیاناً وذکر الحنفیۃ فی فروعھم تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ۔ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ۔" (مسائرۃ للعلامۃ ابن الہمام مع شرح کتاب المسامرۃ لکمال ابن شریف ص۲۰۲ مطبوعہ مصر)۔ (یعنی) ایسے ہی پوشیدہ اشیاء کا علم یعنی جیسے کہ شریعت سابقہ کے بعض مسائل کا علم نہیں ہے۔ پس نبی علیہ السلام مغیبات میں سے نہیں جانتے۔ مگر اس قدر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو غیب پر کبھی کبھی اطلاع دی۔ اور ائمہ حنفیہ نے ذکر کیا ہے۔ اپنے فروع میں صراحت کے ساتھ کفر ہونا اس اعتقاد کا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں۔ کیونکہ یہ ارشاد اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا معارض ہے۔ کہ" قل لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ"

(۵) "تزوج امرأۃ بشہادۃ اللہ ورسولہ لا ینعقد وھل یکفر عرف فی الفاظ الکفر" (خلاصۃ الفتاویٰ جلد ثانی ص۱۵ مطبوعہ نول کشور)۔ (یعنی) ایک شخص نے کسی عورت کے ساتھ اللہ ورسول کی شہادت سے نکاح کیا۔ تو یہ نکاح منعقد نہ ہوگا۔ اور کیا ایسا شخص کافر ہوگیا۔ سو یہ الفاظ کفر میں معروف ہے"

(۶) "لو تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لا ینعقد ویکفر لاعتقادہ ان النبی یعلم الغیب" (بحر الرائق جلد ثالث ص۹۸ مطبوعہ مصر)۔ (یعنی) "اگر اس نے اللہ ورسول کی شہادت سے نکاح کیا۔ منعقد نہ ہوگا۔ اور اس کو کافر کہا جائے گا۔ بوجہ اس کے یہ عقیدہ رکھنے کے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں"

(۷) رجل تزوج امرأۃ بشہادۃ اللہ ورسولہ کان باطلاً لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نکاح الا بشہود وکل نکاح یکون بشہادۃ اللہ

وبعضهم جعلوا ذٰلك کفراً لانہ یعتقد ان الرسول صلے اللّٰہ علیہ وسلم یعلم الغیب وھو کفرٌ" (قاضی خان جلد اوّل، ص۲۹۵ نول کشور)۔ (یعنی)" ایک شخص نے کسی عورت کے ساتھ اللہ ورسول کی شہادت سے نکاح کیا۔ تو یہ نکاح باطل ہوگا۔ بوجہ حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کے کہ "نہیں ہے نکاح مگر ساتھ گواہوں کے" اور ہر نکاح اللہ کے سامنے ہوتا ہے۔ اور بعض مشائخ نے اس کو کفر قرار دیا ہے۔ اس بنا پر کہ یہ شخص نبی علیہ السلام کو عالم الغیب جانتا ہے۔ جو کفر ہے"

(۸) "تزوج بشھادۃ اللّٰہ ورسولہ لم یجز۔ بل قیل یکفر لانہ اعتقد ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عالم الغیب قال فی التاتارخانیہ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال تعالٰی ... عالم الغیب فلا یظھر علٰی غیبہ احداً۔ الا من ارتضی من رسول" (ردالمحتار جلد ثانی ص ۳۷۹/۳۸۰ مطبوعہ مصر)۔ (یعنی) اس نے اللہ اور رسول کی شہادت پر نکاح کیا۔ تو یہ نکاح جائز نہیں۔ بلکہ کہا گیا ہے۔ کہ اس شخص کو کافر کہا جائے گا۔ کیونکہ وہ یہ اعتقاد رکھتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں۔ یہ کتاب تاتارخانیہ میں کہا ہے۔ اور کتاب "حجۃ" میں ہے کہ کتاب "ملتقط" میں مذکور ہے۔ کہ شخص مذکور کو کافر نہیں کہا جائے گا اس تاویل سے کہ اشیاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک پر پیش کی جاتی ہیں۔ اور حضرات رسل علیہم السلام (باطلاع الٰہی) بعض غیب جانتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے "عالم الغیب ہے۔ پس اپنے غیب پر کسی کو اطلاع نہیں کرتا۔ مگر جس کو اپنے رسولوں میں سے پسند کرے"

(تحقیق حق منظور ہو تو رسالہ "سبیل الرشاد" و رسالہ "الارشاد" مؤلفہ جناب مولانا بہاء الحق صاحب قاسمی امرتسری ابن علامۂ عصر مفتی اعظم حضرت

مولانا پیر غلام مصطفےٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملاحظہ فرمائیں۔
انبیاء علیہم السلام سے طلب سفارش اور۔۔۔۔ توسل کے جائز ہونے پر۔۔۔۔ احادیث شفاعت شاہد ہیں۔ اسی طرح یہ آیت بھی دال ہے "ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما" اگر وہ لوگ جبکہ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ آپ کے پاس آتے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے۔ اور رسول بھی ان کے لئے معافی مانگتے۔ تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔" انبیاء علیہم السلام سے طلب توسل قریب سے بھی جائز ہے۔ اور چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء اپنی حیاۃ برزخیہ میں حیاۃ دنیوی سے اقویٰ حیاۃ رکھتے ہیں۔ اس لئے قریب سے بالکل جائز ہے۔ اور امکنۂ بعیدہ سے بھی طلب سفارش جائز ہے۔ کیونکہ ملائکۃ اللہ درود وغیرہ آپ کی خدمت میں پہنچانے کے لئے متعین ہیں۔
اسی طرح اولیاء کرام کے مزارات پر جاکر طلب سفارش کرنا بھی جائز ہے۔ اور امکنۂ بعیدہ سے بھی اس نیت وخیال سے کہ یہ طلب توسل اور طلب سفارش اللہ تعالیٰ ان کے پاس کسی ذریعہ سے پہنچائے گا۔ لیکن اس پر کوئی قاعدہ شرعیہ نہیں۔ اس لئے اس عقیدہ صحیحہ کے ساتھ ایسے الفاظ ترک کرنا بہتر ہے۔

خلاصۂ بحث

یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ پڑھنا نفعاً، حاجت کے لئے اس خیال سے کہ حضرت شیخ قدس سرہٗ حاضر وناظر متصرف بالذات عالم بعلم محیط ہیں ناجائز وحرام ہے۔ اگر اس عقیدہ سے نہ ہو تو کفر وشرک کی کوئی وجہ نہیں۔ اب چار ورقی اشتہار کے متعلق کچھ لکھا جاتا ہے۔ چار ورقی اشتہار کی تعبیر لفظاً "اظلام" سے ہوگی۔ اور جواب کی تعبیر "اعلام" سے ہوگی۔

نظام: ”یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کے پڑھنے کے جواز میں اہل السنت والجماعت کا اتفاق ہے۔“

اعلام: اگر جواز سے بطریق توسل پڑھنا مراد ہے۔ تو بتاویل صحیح پڑھنا کفر و شرک نہیں۔ لیکن چار ورقی اشتہار اس مراد کی تردید کرتا ہے اور اگر ہر جگہ حاضر و ناظر متصرف عالم غیب کلی جان کر پڑھنا مراد ہے۔ تو بالکل ناجائز و حرام ہے۔ اس کے جواز کا کون اہل السنت والجماعت قائل ہو سکتا ہے چہ جائیکہ اتفاق؟

نظام: پروردگار عالم نے اپنے خاص بندوں کو اختیار دیا ہے۔ کہ وہ ہر مصیبت زدہ کی امداد کرتے ہیں۔

اعلام: اگر اس سے مراد یہ ہو۔ کہ ان کو تصرف فی العالم اور اجازت عامہ وتامہ دیدی گئی ہے۔ تو اس کا بطلان بدیہی ہے۔ اور یہ موجبہ کلیہ غلط ہے۔ اور اگر اس سے مراد سفارش ہے۔ تو چار ورقی اس کی معارض ہے۔

نظام: کیونکہ ان کے بغیر ہماری رسائی بحیثیت من اللہ ہونے کے مشکل ہے۔

اعلام: میں پوچھتا ہوں۔ کہ حیثیت جو استعمال کی گئی تعلیلیہ ہے یا اطلاقیہ یا تقییدیہ ہے؟ بظاہر عبارت سے تقییدیہ معلوم ہوتی ہے۔ تقییدیہ میں حیثیت محیث کی جزو ہوتی ہے۔ تو مطلب یوں ہوا۔ کہ ہم میں حیثیت من اللہ ہونے کی اور مخلوق ہونے کی نہیں آ سکتی۔ بغیر اولیاء کرام رحمہم اللہ کے“ (یعنی ہمارا مخلوق ہونا اور خدا تعالیٰ کا خالق ہونا بغیر اولیاء کرام کے مشکل اور ناممکن ہے) نعوذ باللہ من ذالک۔

نظام: ان کے طفیل سے ہم خدا کے راستے میں کامیاب ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

اعلام: اگر اس سے ان کے پیچھے قدم بقدم چلنا اور اتباع شریعت کرنا تاکہ

رضاء الٰہی حاصل کریں۔ مراد ہو۔ تو درست ہے لیکن چار ورقی اس کے خلاف ہے۔ کیونکہ کلام اس جا میں چل رہا ہے۔ کہ اولیاء کرام کو تصرف فی العالم حاصل ہے۔ لہذا یہ معنی مراد نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اس سے مراد تصرف فی العالم ہو۔ تو اس کا ابطال ہو چکا ہے۔

اظلام۔ اس پر قرآن پاک، حدیث مبارک، اقوام علماء کرام و مشائخ عظام موجود ہیں۔

اعلام۔ عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ کہ کہاں کہاں خیانت سے کام لیا گیا ہے ومن اظلم ممن افتری علی اللہ الکذب۔

اظلام۔ ان کی وساطت سے ہمارے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اور توبہ قبول ہوتی ہے۔

اعلام۔ اگر اس سے مراد توسل اور سفارش یا ان کی ہدایات و تفہیمات پر عمل کرنا ہے۔ تو درست ہے۔ لیکن چار ورقی اس کے خلاف ہے۔ اگر اس سے مراد یہ ہے۔ کہ حضرات اولیاء کرام رحمہم اللہ ہمارے گناہ معاف کرتے ہیں۔ اور دھوڈالتے ہیں۔ تو یہ بالکل باطل اور خلاف شرع ہے۔

اظلام۔ پروردگار ارشاد فرماتے ہیں۔ ولوانھم اذ ظلموا۔ الآیتہ

اعلام۔ آیت شریفہ کا ترجمہ مذکور ہو چکا ہے تا ہم جو تحریفات اس آیت کے ترجمہ میں کی گئی ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔ جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں۔ تیرے حضور میں حاضر ہوں۔ پس وہ اللہ سے بخشش طلب کریں۔ تو ان کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی استغفار کریں۔ تو بے شک اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائیں گے۔ (انتہیٰ) آیت شریفہ میں "ظلموا" "جاؤک" "استغفروا" "واستغفر" "وجدوا" یہ پانچ صیغے ماضی کے ہیں۔ اور "لو" اور "اذ" بھی ماضی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ (ملاحظہ ہو مطول) بلا ضرورت داعیہ یہاں کلمات ماضیہ کا استقبال سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ جو قوانین عربیہ کے خلاف ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ جو اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرے۔ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔ حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ کے ترجمے سے کوئی جاہل دھوکہ نہ کھائے۔ انہوں نے کلمۂ "لو" کو وصلیہ قرار دیا ہے۔ جس کا ترجمہ لفظ "اگرچہ" سے کیا ہے۔ اور "لو" وصلیہ استقبال کے لئے ہوتا ہے۔ (ملاحظہ ہو دلائل الاعجاز) لیکن محرف نے چار ورقی میں لفظ "لو" کو شرطیہ بنایا ہے۔ کیونکہ ترجمہ لفظ "جب" سے کیا ہے۔

الزام | آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا۔ کہ حضور پر نور عفو غفور صلے اللہ علیہ وسلم کی درگاہ رسالت میں حاضری سبب قبول توبہ و رفع بلا و عذاب ہے۔

اعلام | مشتہر آیتِ کریمہ کے مضمون سے غافل ہو کر تحریف معنوی پر اُتر آیا ہے۔ کیا فقط "وجدوا" اور "واستغفر لہم الرسول" پر ہی حکم لگاتا ہے۔ اور "واستغفروا اللہ" کو چھوڑ دیا۔ کیا فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضری ہی سبب قبول توبہ اور دافع عذاب ہے؟ خواہ اللہ سے مغفرت مانگے یا نہ مانگے۔ بلکہ اللہ پر ایمان لانا اور اللہ سے استغفار کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا۔ اور آپ کی سفارش کرنا مجموعہ امور پر حکم ہے۔ نہ فقط حضور کی خدمت میں حاضری پر۔ ورنہ منافقین آپ کی خدمت میں اکثر اوقات حاضر رہتے تھے۔ اور عبداللہ بن ابی آپ کی خدمت میں آتا رہا۔ آپ نے اس پر نماز پڑھائی۔ اور کرتہ پہنایا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ سے معافی نہیں مانگی۔ اسی وجہ سے نجات نہ ہوئی۔

الزام | حدیث شریف۔ اذا رادعونا فلیقل یا عباد اللہ اعینونی۔

اعلام | آیت شریفہ کی سات تحریفوں کا حال تو ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ اب حدیث شریف کا حال سنئے۔ اول تو یہ حدیث ضعیف ہے۔ کیونکہ اس کی اسناد میں معروف بن حسان ہے۔ جو ضعیف ہے (تحفۃ الشیعی) اور عتبہ بن غزوان مجہول الحال ہے۔ (تقریب) پس یہ حدیث لائق اعتماد اور قابلِ استدلال کیونکر ہو۔ اور قرآن کا مقابلہ کیسے کرے؟ ارشاد ہوتا ہے۔ قل لا املک لکم نفعاً ولا ضراً۔ کہہ دیجئے اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں مالک ہوں۔ کہ تمہیں نفع پہونچاؤں۔ یا

ضرر پہنچاؤں۔ ثانیاً مراد عباد اللہ سے فرشتے ہیں۔ جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔
ان للہ ملائکۃ فی الارض یسمون الحفظۃ یکتبون ما وقع فی الارض من ورق شجرۃ فاذا اصاب احدکم جرحۃ واحتاج الی عون بفلاۃ من الارض فلیقل اعینونی عباد اللہ رحمکم اللہ فانہ یعین ان شاء اللہ تعالیٰ ۔ رواہ ابن سنی والطبرانی من حدیث حسن بن عمر عن ابن حسان عن سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن ابن بریدۃ عن من مسعود قال بن حجر حدیث غریب ومعروف قالوا فیہ منکر الحدیث۔ وقد تصرح دفیہ انقطاع بین ابی بریدۃ و ابن مسعود (فتح القدیر شرح جامع الصغیر وھکذا فی تحفۃ الذاکرین۔
(ترجمہ) " اللہ تعالیٰ کے لئے زمین میں فرشتے ہیں جن کو حفظۃ کہتے ہیں۔ وہ درختوں کے پتے جو زمین پر گرتے ہیں۔ لکھتے رہتے ہیں۔ جب تمہیں جنگل میں کوئی تکلیف پہونچے۔ اور مدد کی حاجت ہو۔ تو کہے اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ تم پر اللہ رحم کرے۔ تو اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔ اگر خداوند کریم نے چاہا" (اس روایت کو ابن سنی اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ اور معروف بن حسان اس میں منکر الحدیث ہے۔ اور وہ متفرد ہے۔ اور اس روایت میں ابن بریدہ اور ابن مسعود کے درمیان راوی بھی چھوٹا ہوا ہے) پس یہ حدیث غریب اور ضعیف اور منقطع ہوئی جو نا قابل استدلال ہے۔ لیکن اوپر والی حدیث جس سے استعانت بغیر اللہ کے لئے استدلال کیا جا رہا ہے۔ وہ بھی تو ضعیف ہے۔ اور ضعیف حدیث کی مراد متعین کرنے کے لئے ضعیف حدیث پیش کی جا سکتی ہے۔ پس اس روایت سے ثابت ہوا کہ مراد عباد اللہ سے فرشتے ہیں۔ جو اس کے قریب و جوار میں موجود ہوں۔

ثالثاً اس استمداد و استعانت سے مراد استمداد اور استعانت امور عادیہ میں ہے۔ جیسے کہ انسان ایک دوسرے سے امداد طلب کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے اگر کوئی شخص مبہم منادی کے ساتھ امداد طلب کرے۔ جیسے حدیث میں ہے۔ " یا

عباد اللہ" اے اللہ کے بندو۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ طلب امور عادیہ میں ہے
مثلاً گھوڑا بھاگ گیا۔ یا کوئی اور جانور۔ اور امداد سامعین سے ہے۔ خواہ اس کو
نظر نہ آتے ہوں۔ مراد حاضرین سامعین سے رجال الغیب یعنی ابدال یا صالحین
جنات یا فرشتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ ان میں سے سب موجود ہوں۔
ان میں سے کوئی ہو۔ اس لئے متعین کرکے ندا نہ کرے۔ بلکہ غیر متعین سمجھ کر ندا کرے
کیونکہ کسی معین کے موجود ہونے کا علم یقینی تو ہے نہیں۔ ہاں جائز ہے کہ وہاں
کوئی صالح جن ہو۔ یا کوئی ابدال ہو۔ یا ان میں سے کوئی نہ ہو۔ بلکہ کوئی فرشتہ ہو
جو ندا کرنے والے کی امداد امور عادیہ میں کرے۔ یہاں امور عادیہ مراد ہونے کے
لئے یہ حدیث شاہد ہے " واذا انفلتت دابۃ فلیناد اعینونی یا عباد اللہ رحمکم
اللہ" (حصن حصین) جب کوئی جانور بھاگ جائے تو ندا کرے۔ اے اللہ کے بندو!
مدد کرو۔ تم پر اللہ رحم کرے۔ اور جنگل اور بیابان کی ندا یہاں مراد ہونے کے لئے
اوپر کی روایت جو فتح القدیر میں موجود ہے۔ اور حاضرین سامعین کا مراد ہونا
جامع صغیر کی اس روایت سے ثابت ہے۔ فلیناد یا عباد اللہ۔ احبسوا علیّ
ای دابتی امنعوا من الھرب۔ (فان للہ فی الارض حاضراً) ای خلقاً من
خلقہ انسیاً او جنیاً او ملکاً لا یغیب" (سراج منیر شرح جامع الصغیر جزء اول ۱۶۳)
یعنی ندا کرے اے اللہ کے بندو۔ میرا جانور بھاگنے سے روکو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی
کوئی مخلوق زمین میں حاضر رہتی ہے۔ خواہ انسان ہو (جسے ابدال کہتے ہیں) یا جن
ہو یا فرشتہ ہو۔ پس امور غیر عادیہ میں استمداد کرنی مثلاً فراوانی رزق۔ شفا۔
فتح۔ نصرت۔ حیاۃ۔ مماۃ۔ دفع بلا۔ بارش۔ ارزانی غلہ وغیرہ باطل ہوئی۔ پس
ان روایات سے ثابت ہوا۔ کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کے
پڑھنے کو اس حدیث سے ثابت کرنا بالکل باطل ہے۔ کیونکہ حدیث مذکور اس استمداد
کے بارہ میں ہے۔ جو زندہ سے ہو۔ اور وہ بھی قریب ہو۔ اور ہو بھی امور عادیہ

رابعاً۔ اگر اس حدیث سے مُراد ہر قسم کی استمداد ہو۔ خواہ امور عادیہ میں ہو۔ یا غیر عادیہ میں۔ خواہ مستعان زندہ ہو۔ یا وفات یافتہ۔ خواہ قریب ہو یا دور تو چونکہ یہ حدیث باوجود ضعیف ہونے کے کتاب اللہ کے صریح مخالف و متضاد ہے۔ اور جو حدیث کتاب اللہ کے مخالف ہو۔ وہ مردود اور باطل ہوتی ہے۔ کیونکہ قرآن کا علم قطعی ہے۔ اور قطعی کے مقابلہ میں ظنی وہمی کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ پس اس معنے کر کے یہ حدیث اگر صحیح بھی ہوتی۔ تو بھی ساقط الاعتبار تھی۔ چہ جائیکہ ضعیف ہو۔ ملاحظہ ہو: "یرد الخبر الواحد فی معارضۃ الکتاب لان الکتاب مقدمۃ لکونہ قطعیاً (توضیح تلویح)

الملام | انس رضؓ سے مروی ہے۔ قال قال رسول اللہ صلعم۔ الابدال اربعون رجلاً واربعون امرأۃ کلما مات رجل ابدل احد مکانہ رجلاً فاذا ماتت امرأۃ ابدل اللہ مکانھا امرأۃ۔

اعلام | معلوم نہیں ہوتا۔ کہ اس حدیث سے (بصورت صحیح ہونے کے) استمداد اموات سے کس طرح ثابت ہوتی ہے۔ اس روایت میں تو صرف اتنا ہی ہے۔ کہ ابدال دُنیا میں ہوتے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی وفات پاتا ہے۔ تو اس کے قائم مقام ماتحت اولیاء اللہ میں سے کسی کو ابدال کا مرتبہ دیکر ابدال کا شمار پورا کیا جاتا ہے۔ اس میں استمداد کی بحث ہی نہیں ہے۔ چہ جائیکہ اموات سے اور وہ بھی معین سے۔ بلکہ یہ حدیث امداد بعد وفات کو رد کرتی ہے۔ کیونکہ اگر بعد وفات بھی جس کام کے لئے مامور تھے کرتے جیسے حیات میں کرتے ہیں۔ تو بدل کے آنے کی کیا ضرورت تھی؟

الملام | جو مخلوق خدا کی استمداد پر مدد کرتے ہیں۔

اعلام | خدا جانے یہ ترجمہ حدیث مذکور کے کس لفظ کا کیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جملہ محرر کا "الہامی" ہے۔ ورنہ حدیث مذکور میں تو کوئی لفظ نہیں جس کا یہ ترجمہ ہو۔

الملام | اور ظاہر ہے۔ کہ مرتبہ غوثیت ابدال سے ارفع ہے۔ جب ماتحت سے استمداد جائز ہے۔ تو اعلیٰ سے بطریق اولےٰ جائز ہونی چاہیئے۔ تو اب شیئاً للہ

یا شیخ عبد القادر جیلانی "کہنا بالکل صحیح و درست ہے۔

اعلام | ابدال زندہ اولیاء اللہ کی ایک جماعت کا نام ہے۔ اور عباد اللہ" کے لفظ میں "ابدال" بھی داخل ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی وہاں ہو۔ تو استمداد کا جواز امور عادیہ میں ثابت ہوگا۔ جیسا کہ گذر چکا ہے۔ مگر اس کو "یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ" کے جواز میں کیا دخل ہے؟ حضرت شیخ وفات پا چکے۔ ....

....

اظلام | علامہ خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام شہاب الدین رملی انصاری رحمۃ اللہ علیہ الخ

اعلام | ان عبارتوں کا مطلب اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ مراد استعانت سے طلب سفارش ہے۔ جب حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ طالب کی طلب سفارش کی اطلاع کر دیں۔

اظلام | امام شافعی صاحب فرماتے ہیں: "قبر موسیٰ الکاظم رضی اللہ عنہ تریاق مجرب لاجابۃ الدعاء"

اعلام | اولیاء اللہ کے مزارات مقامات مقدسہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ ذوات طیبات کے مدافن ہیں۔ اور مقدسین کے قرب جوار میں بوجہ متبرک ہونے کے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ جیسے بعض گھڑیاں ہر رات میں اور جمعہ کے دن دعا قبول ہونے کے لئے مجرب ہیں۔ اسی طرح بعض مقامات مقدسہ بھی ذریعہ اور وسیلہ قبولیت دعا کے ہوتے ہیں۔ لیکن اس کو "یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ" کے جواز میں کیا دخل؟ کیا اس قول میں حضرت شیخ کے مزار کے پاس اللہ سے دعا مانگی جا رہی ہے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے۔ تو قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نقل کرنے سے کیا فائدہ؟

اظلام | قال حجۃ الاسلام محمد الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ "من یستمد فی حیاتہ یستمد بعد مماتہ"

اعلام | بارہا ذکر ہو چکا ہے۔ کہ اس استمداد سے مُراد توسل اور استشفاع ہے۔ جس سے بریلوی عقیدہ کئی منزل دور ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام غزالیؒ کی عبارت منقولہ کا ترجمہ اپنی کتاب "تکمیل الایمان" میں یوں کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

"امام حجت الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ گوید ہر کہ در حیات بوئے تبرک و توسل جوئید بعد از موتش نیز تواند جست" (انتہی)

دیکھو اس عبارت میں حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحب دہلویؒ نے استمداد کے معنے "تبرک" اور "توسل" کئے ہیں۔

اظلام | سلطان الاولیاء حضرت پیرانِ پیر دستگیر رضی اللہ عنہ ہرگز ہرگز یہ حکم نہ فرماتے "اذا سئلتم اللہ فاسئلوہ بی وقال من استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ ومن نادی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ ومن توسل بی الی اللہ عزوجل فی حاجتہ قضیت ومن صلی رکعتین یقرأ فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص احدی عشرۃ مرۃ ثم یصلی علی رسول اللہ علیہ وسلم بعد سلام وتسلیم ثم یخطو الی جھۃ العراق احدی عشرۃ خطوۃ یذکر فیھا اسمی و یذکر حاجتہ فانھا تقضیٰ"

اعلام | اللہ تعالیٰ نے فرمایا (۱) قل لا املک لنفسی نفعًا ولا ضرًا الا ماشاء اللہ (۲) قل لا املک لکم ضرا ولا رشدا۔" اس سے معلوم ہوا۔ کہ کوئی مخلوق کسی کے نفع وضرر کی مالک نہیں ہے۔ پس جب ہمارے نفع وضرر کا مالک سوائے خدا کے کوئی نہیں ہے۔ تو ہم کس طرح کسی سے نفع وضرر کی درخواست کرسکتے ہیں۔ حدیث صحیح میں ہے۔" (۱) اذا استعنت ای اردت الاستعانۃ فی الطاعۃ وغیرھا من امور الدنیا والاخرۃ فاستعن باللہ فانہ المستعان وعلیہ التکلان فی کل زمان ومکان" (۲) واعلم ان الامۃ ای جمیع الخلق من الخاصۃ والعامۃ والانبیاء

والاولیاء وسائر الامۃ لو اجتمعوا علیٰ ان ینفعوک بشیٔ لم ینفعوک الا بشیٔ قد کتب اللہ لک ولو اجتمعوا علیٰ ان یضروک بشیٔ لم یضروک الا بشیٔ قد کتبہ اللہ علیک) (مرقاۃ جلد خامس)۔ (یعنی) "جب تو مدد چاہنے کا ارادہ کرے طاعت میں دُنیا یا آخرت کے امور میں صرف اللہ ہی سے مانگ۔ کیونکہ اللہ ہی فقط وہ ذات قدسی صفات ہے۔ جس سے مدد چاہی جا سکتی ہے۔ اور صرف اسی پر بھروسہ ہے۔ ہر زمان و مکان میں۔ اور یقین جان تو کہ ساری اُمت خاص و عام انبیاء و اولیاء باقی سب تیرے نفع کے لئے اگر اتفاق کریں۔ تو تجھے ہرگز نفع نہیں دے سکیں گے۔ مگر وہی جو تقدیر الٰہی ہو گی۔ اور اگر تیرے ضرر پہنچانے کے لئے جمع ہو جائیں۔ تو بھی نہیں پہنچا سکیں گے۔ مگر وہی جو تقدیر میں ہو گا۔" اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استمداد و استعانت صرف اللہ تعالیٰ ہی سے ہونی چاہیئے۔ اور اللہ کے سوا ہمارے نفع و ضرر کا کوئی مالک نہیں ہے۔

حقانی علماء کرام کے ارشادات

فاسأل اللہ وحدہٗ فان خزائن العطایا عندہٗ ومفاتیح المواھب والمزایا بیدہٖ الی ان قال ولا یسأل غیرہٗ لان غیرہٗ غیر قادر علی العطاء والمنع ودفع الضرر وجلب النفع فانھم لا یملکون لانفسھم نفعًا ولا ضرًّا ولا یملکون موتًا ولا حیوٰۃً ولا نشورًا۔ (مرقاۃ)

(ترجمہ) "صرف اللہ تعالیٰ سے سوال کر۔ کیونکہ عطیات کے خزانے اور عنایات اور فضائل کی چابیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ یہاں تک کہا۔ کہ غیر اللہ سے سوال مت کرو۔ کیونکہ وہ دینے نہ دینے پر اور نفع پہنچانے اور دفع ضرر پر قادر نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اپنے نفسوں کے نفع و ضرر کے مالک نہیں ہیں۔ اور نہ اپنی موت اور حیات اور مر کر اٹھنے کے مالک ہیں۔ تو دوسرے کے لئے نفع و ضرر کے مالک کیسے ہو سکتے ہیں۔" اور خود حضرت قطب ربانی غوث صمدانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا فرمان عالی شان ملاحظہ فرمائیں۔ آپ اپنی کتاب فتوح الغیب میں اس حدیث "فاذا استعنت فاستعن باللہ" کے نیچے فرماتے ہیں:۔

حضرت غوث اعظم کا ارشاد "ینبغی لکل مومن ان یجعل ھذا الحدیث مرأۃ

قلبہ وشعارہ ودثارہ وحدیثہ فیعمل بہ فی جمیع حرکاتہ وسکناتہ حتی یسلم فی الدنیا والاٰخرۃ ویجد العزۃ فیھما برحمتہ تعالیٰ" (فتوح الغیب۔ مرقاۃ) ترجمہ ہر مومن کو لائق ہے کہ اس حدیث کو اپنے دل کا آئینہ بنائے۔ اور اس کا اندرونی اور بیرونی لباس بھی حدیث ہو۔ پس اپنی تمام حرکات وسکنات میں اس حدیث کے ساتھ عمل کرے۔ تاکہ دُنیا وآخرت کی آفات اور مشکلات سے خلاصی پائے۔ اور دارین میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ باعزت ہو"

اللہ سے مدد نہ مانگنے والوں کے حق میں فیصلہ بعض کتب آلٰہیہ میں

"وفی بعض الکتب الالٰھیۃ۔ وعزّتی وجلالی لاقطعن من یؤمل غیری ولالبسنہ ثوب المذلۃ عند الناس ولاجنبنّہ من قربی ولابعدنّہ من وصلی ... ولاجعلنہ متفکراً حیران یؤمل غیری فی الشدائد والشدائد بیدی وانا الحی القیوم ویطرق بالفکر ابواب غیری وبیدہ مفاتح الابواب ابواب غیری مغلقۃ وبابی مفتوح لمن دعانی" (مرقات)۔ (ترجمہ) "اور بعض کتب آلٰہیہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قسم ہے مجھے اپنی عزّت اور جلال کی۔ میں ضرور اس شخص سے قطع تعلق کروں گا۔ جو میرے غیر سے اُمیدوار رہتا ہے۔ اور میں ضرور اس کو لوگوں کے پاس ذلّت اور رُسوائی کا لباس پہناؤنگا۔ اور میں ضرور اس کو اپنے قرب سے علیحدہ کر دوں گا۔ اور ضرور اس کو اپنے وصل سے دور رکھونگا۔ اور ضرور اس کو حیران وپریشان کر دوں گا۔ میرے غیر سے شدائد میں اُمیدوار رہتا ہے۔ حالانکہ شدائد میرے ہاتھ میں ہیں۔ اور میں ہی سب کو زندہ کرنے اور سبکو سنبھالنے والا ہوں۔ غیر کے دروازے کھٹکھٹاتا ہے۔ حالانکہ میرے ہاتھ میں دروازے کی کنجی ہے۔ غیروں کے دروازے بند ہیں۔ اور میرے دروازے کھلے ہیں جو مجھ سے مانگے"

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں صاف صاف فیصلہ کر دیا۔ کہ میرے سوا کوئی نفع ضرر کا مالک نہیں ہے۔ اور حدیث صحیح شاہد قوی ہے۔ کہ استمداد اور استعانت غیر اللہ سے جائز نہیں۔ تمام مخلوقات خواہ بڑے سے بڑے ہوں تمام کے تمام اگر کسی کے نفع پہنچانے

پر جمع ہو جائیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو اس کا نفع و ضرر مقصود نہ ہوگا۔ یہ کچھ نہیں کر سکتے۔ علماء اعلام کے فتاویٰ اس پر شاہد ہیں۔ کہ نفع و نقصان خدا ہی کے قبضہ میں ہے۔ حضرت قطب الاقطاب کا فرمان عالی شان بھی یہی ہے۔ کہ تمام حرکات و سکنات میں اللہ تعالیٰ ہی سے استعانت و استمداد چاہیئے۔ کتب الٰہیہ میں بھی یہی حکم ہے۔ کہ جو شخص غیر اللہ سے استمداد و استعانت کرتا ہے۔ اس نے اللہ سے قطع تعلق کیا۔ اور اس کو اللہ لباس ذلت پہنائے گا۔ اور اس کے لئے باعث حیرانی و پریشانی ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کے وصل سے دور ہوگا۔

پس عبارت مذکورہ بحالت درست اور ثابت ہونے کے اگر اس سے استمداد و استعانت مراد لی جائے۔ تو اتنے دلائل ساطعہ و براہین قاطعہ کے معارض ہونے کی وجہ سے ساقط الاعتبار ہے۔ کیونکہ دلائل مذکورہ تواتر کا درجہ رکھتے ہیں۔ اور عبارت مذکورہ بصورت صحیح ہونے کے خبر واحد کا درجہ رکھتی ہے۔ جب متواتر اور خبر واحد میں تعارض ہو۔ تو خبر واحد کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔

ضرب الاقدام کی ایجاد اس عبارت میں ضرب الاقدام عراق کی جہت کی طرف مذکور ہے۔ جو کسی شخص بیرون عراق کی ایجاد کی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ حکم بیرون عراق والوں کو شامل ہے۔ عراق کے اندر اور مزار کے پاس والوں کو شامل نہیں ہے۔ کیونکہ عراق کے اندر والوں کو عراق کی طرف قدم نکالنا کیسے صادق آسکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ کسی غیر عراقی نے اس عبارت کو ایجاد کر کے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ جب یہ نسبت ہی بوجوہ مذکورہ درست نہیں۔ تو اس کی نقل اور نقل در نقل مبناء فاسد علی الفاسد کی مصداق ہے۔

اظلام حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں ختم حاجت روی کے لئے یوں نقل کرتے ہیں۔ اول دو رکعتیں نفل۔ بعد ازاں ایک سو گیارہ بار درود شریف۔ بعدہٗ ایک سو گیارہ بار کلمہ تمجید اور ایک سو گیارہ بار شیئًا للہ یا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔

اعلام | یہ عبارت ہم نے انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں بہت تلاش کی۔
لیکن نہ ملی۔ پھر امرتسر کے ایک حنفی عالم نے مولوی عبد الحفیظ صاحب بریلوی کے پاس
"انتباہ" اور اشتہار چار ورقی بھیجا۔ حالانکہ اس چار ورقی کی ترتیب و تہذیب
و توثیق ان ہی سے ہوئی تھی۔ عالم موصوف نے مولوی صاحب بریلوی سے کہا۔ کہ یہ عبارت
کتاب سے نکال دیجئے۔ جھٹ انہوں نے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے
رسائل نکال کر کہا۔ کہ یہ دیکھو لکھا ہے۔ عالم موصوف نے کہلا بھیجا جناب میرے پاس
اصل کتاب ہے۔ اس سے دکھائیے۔ تو مولوی صاحب نے قاعدے کتاب ہاتھ میں لی۔ اور
چند منٹ ورق گردانی کی۔ معذور اور عاجز ہو کر جواب دیا۔ کہ یہ کتاب وہابی کی چھپائی
ہوئی ہے۔ پوچھنے والے نے کہا۔ یہ کتاب اگر وہابی کی چھپائی ہوئی ہے۔ تو وہ اصل
کتاب جس کو سنی حنفیوں نے چھپایا ہوا ہے۔ آپ اس سے دکھائیں۔ لاجواب ہو کر جواب
دیا کہ میرے پاس کتاب نہیں۔ لاہور جا کر لاؤں گا۔ پھر دکھاؤں گا۔ لیکن اب تک
دو مہینے سے زائد عرصہ گذر چکا نہ کتاب دکھائی۔ نہ جواب آیا۔ حالانکہ اس کتاب کو حضرت
شاہ ولی اللہ شاہ صاحب کے بیٹے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے نواسے مولانا
سید ظہیر الدین عرف سید احمد نے اپنے مطبع احمدیہ متعلق مدرسہ عزیزیہ میں چھپوایا تھا
اگر یہ وہابی ہیں۔ تو حنفی کون؟ یہ جواب کافی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ طواف حول القبور
جو باتفاق علماء حرام ہے "انتباہ" میں موجود ہے۔ اگر کسی وہابی نے شیئاً للہ کو نکالا ہوتا
جس میں علماء کا اختلاف ہے تو کیا جو متفق علیہ حرام ہے۔ اس کو نہ نکالتا۔ یہ تو فقط
بچوں کی باتیں ہیں۔ بالفرض اگر یہ عبارت ہو بھی تو اس سے حضرت شاہ صاحب کے
نزدیک جواز کیسے ثابت ہے۔ فقط نقل سے جواز ثابت نہیں ہوتا۔ ورنہ طواف حول القبور
جو "انتباہ" میں موجود ہے۔ اس کے جواز کا شاہ صاحب پر الزام کرنا پڑیگا۔ اور یہ بالکل
غلط ہے۔ بلکہ شاہ صاحب معمولاتِ مشائخ اس کتاب میں بیان فرماتے ہیں۔ خواہ وہ
فی نفسہ جائز ہوں یا نہ۔ اس سے بحث نہیں۔

اظلام | علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ رد المحتار شرح در مختار میں گمشدہ چیز

کے لئے فرماتے ہیں۔ بلندی پر جاکر حضرت سید احمد بن علوائی یمنی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے فاتحہ پڑھے۔ پھر یوں نذر کرے۔ یا سیدی احمد بن علوائی۔ تو گمشدہ چیز انشاء اللہ ضرور ملیگی۔

اعلام | یہ عبارت بھی ہمیں نہ ملی۔ ایک آدمی کو عالم موصوف لئے مولوی عبدالحفیظ صاحب مذکور کے پاس بھیجا۔ کہ یہ حوالہ شامی میں کس موقع پر ہے۔ لیکن جواب میں بریلوی نے اظہار عجز کیا۔ حالانکہ اس چار ورقی کے مرتب و مہذب مولوی عبدالحفیظ صاحب ہی تھے مدرنہ کشمیری طالب علم جو قریبًا گیارہ سال سے امرتسر میں قیام پذیر ہے۔ اس کی قابلیت ایک ادنیٰ طالب علم سے بھی زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ مولوی صاحب کی معذوریت قابل رحم ہے۔ کیونکہ ان کا مبلغ علم مولوی احمد رضا خاں صاحب کے رسائل ہیں۔ اگر یہ واقعہ اصل کتاب میں بھی ہوتا تو اس کو مسئلہ متنازع فیہا میں کیا دخل ہے؟ یہاں تو فقط تبرک اسمی ہے۔ جیسا حضرت عمرؓ نے پاؤں کے سوج جانے پر "یا محمداہ" سے تبرک اسمی حاصل کیا۔ اور اللہ نے آپ کو شفا دی۔ تبرک اسمی پر شیئاً للہ اور استمداد کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ یہ تو جزو اول کے متعلق گذارش تھی۔ آگے جس جزو میں خود مولوی عبدالحفیظ صاحب نے خامہ فرسائی فرمائی۔ ایک "رکن ایمان" کے متعلق یوں گلفشانی فرمائی۔ "یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا پڑھنا اہل سنت والجماعت کے نزدیک بلاشبہ جائز ہے"

اگر جواز سے مراد عقیدہ بریلویہ حاضر و ناظر اور متصرف فی العالم اور علم غیب محیط ہے تو یہ اہل سنت والجماعت پر افترا ہے۔ اور اگر اہل السنت والجماعت سے خاص کوئی نئی جماعت جو اپنی اصطلاح میں اہل السنت ہو مراد ہے۔ جو خلاف سنت نبویہ ہو تو لا مناقشۃ فی الاصطلاح

اظلام | ہاں وہابیہ دیوبندیہ اس کو منع کرتے ہیں۔

اعلام | ہاں حاضر و ناظر متصرف فی الکل اور علم غیب محیط سمجھکر اس کو دیوبندی منع کرتے ہیں۔ لیکن اس میں خاص دیوبندی ہی نہیں۔ بلکہ فتاویٰ قاضی خاں۔ بحرالرائق۔ فتاویٰ بزازیہ۔ درمختار۔ ردالمحتار۔ فتاویٰ عالمگیری۔ خلاصۃ الفتاویٰ۔

مالا بدمنہ ۔ تفسیر عزیزی ۔ شرح فقہ اکبر مسامرہ وغیرہا تمام علماء احناف دیوبندیوں کیساتھ شریک ہیں ۔ یہی کتابیں علماء دیوبند کی مستدلات ہیں ۔ علماء دیوبند سنی حنفی ہیں ۔ مقلد امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں ۔ تمام مسائل میں امام ابوحنیفہ رح اور آن کے مقلدین کی تحقیق پر چلتے ہیں ۔ اور شاۃ عائرہ کی طرح مارے مارے نہیں پھرتے ۔ حضرات بریلوی محض خصوصی اور امتیازی عقائد کی وجہ سے خواہ مخواہ حضرات دیوبند کو بدنام کرتے ہیں ۔ جن لوگوں کو اللہ نے بینائی دی ہے ۔ اور اغراض نفسانیہ سے خالی ہو وہ سمجھتا ہے ۔ کہ فقہ حنفیہ پر کون چلتا ہے اور کون نہیں چلتا ۔

اطلاع | شرک قرار دیتے ہیں اور حرام ۔

اعلام | تحقیق مسئلہ میں بیان ہوچکا ہے ۔ جو حاضر و ناظر ہر جگہ ہر وقت اور متصرف فی العالم اور عالم بعلم غیب محیط جان کر پڑھتا ہے ۔ اس کے حق میں شرک اور حرام ہے ۔ اور جو ایسا نہ ہو اس کے حق میں شرک نہیں ۔ بریلوی حضرات کو مبارک ہو خواہ کیسی عقیدہ سے پڑھیں ان کے ہاں رکن ایمان ہے ۔ نعوذ باللہ من ذلک ۔

اطلاع | غرض ایسا لفظ منہ سے نہ بولے جس سے بوشرک کی آوے الخ

اعلام | مولانا اسماعیل صاحب شہید مرحوم کے اس قول سے اہل ہوا کو رنج اور غصہ آتا ہے ۔ کیونکہ شہید رحمۃ اللہ علیہ بوئے شرک اور بے ادبی سے منع کرتے ہیں ۔ اس وجہ سے حضرات بریلوی ان کو بہت برے اور زبوں الفاظ سے یاد کرتے ہیں ۔ اگر وہ قبروں کو سجدہ کرنے کا حکم کرتے اور طواف کرنے کا حکم دیتے اور قبروں کو بوسہ دینے کے متعلق اجازت دیتے ۔ اور اصحاب قبور سے دنیا و آخرت کی حاجات طلب کرنے کی اجازت دیتے ۔ تو حضرات بریلوی مولانا شہید کو سنی حنفی سمجھتے ۔ بلکہ ایسا معصوم سمجھتے گویا کہ پیغمبر ہیں ۔ ان کے ہاں پکے مسلمان اور سنی حنفی وہ لوگ ہیں ۔ جو یہ عقیدہ رکھیں کہ حضرت غوث صمدانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ تمام انبیاء علیہم السلام کے مشکل کشا رہے ہیں چنانچہ اسلام کی چوتھی کتاب مصنفہ مولوی غلام قادر صاحب بھیری تم لاہوری میں ہے کہ "حضرت غوث اعظم تو ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کے مدد و معاون

رہے ہیں۔ (لاحول ولاقوۃ الا باللہ) ان مولوی صاحب کو مجدد اور مجتہد کا خطاب دیا جاتا ہے۔

اظلام گو اس معنی کے راہ سے شرک ثابت نہیں ہوا لیکن پکارنے کی راہ ہوتا ہے

اعلام مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ دعا طلب کرنا دور دراز سے حاضر و ناظر عالم الغیب والشہادۃ سمجھ کر یہ شرک ہے۔ کیا یہ پکارنا ان قیود کے ساتھ آپ کے ہاں عین ایمان ہے۔ ورنہ شہید رحمۃ اللہ علیہ پر کیا اعتراض ہے۔

اظلام روزمرہ بولا کرتے ہیں صاحب یہ کام اللہ کے واسطے کر دیجئے۔

اعلام واہ صاحب اس سے اموات اور دور دراز امکنہ سے امور غیر عادیہ میں استمداد و استعانت کیسے ثابت ہوئی۔ یہاں تو سب زندہ ہیں۔ آپس میں بالمشافہ ہیں اور استمداد امور عادیہ میں ہے۔ یہی تو قیاس مع الفارق ہے۔ بحث تو اموات اور امور غیر عادیہ میں استمداد میں ہے۔

اظلام اللہ محتاج ہے اس کے لئے مدد کیجئے۔ جیسا اسماعیل دہلوی نے یہ سمجھ کر کفر کی مشین چلا دی۔

اعلام یہ وجہ تم نے اپنی طرف سے گھڑ لی ہے۔ مولانا نے اپنی کتاب میں یہ وجہ ممنوعیت کی نہیں ٹھہرائی۔ بلکہ وہ دور دراز امکنہ سے پکارنا اور ہر وقت حاضر و ناظر جاننے کی وجہ سے حرام قرار دیتے ہیں۔ سو اس میں ان سے ناراض کیوں ہو۔ اس میں تو تمام فقہاء احناف ان کے ساتھ ہیں۔ خاص ان پر ہی عتاب کیوں؟ اور حضرات فقہاء کرام پر کیوں نہیں؟

اظلام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیوں شرک کیا۔ کیا غیر اللہ کو ندا نہیں دی۔ ان سے جواب پوچھو۔

اعلام واہ صاحب سبحان اللہ۔ استدلال معکوس اسی کا نام ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کا یہ فعل کہ ان جانوروں کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کرکے مختلف حصص اور مختلف پہاڑوں پر رکھ کر پکارنا تو بحکم خدا تھا۔ تمہارے پاس کونسا حکم خدا آیا ہوا ہے۔ کہ تم اموات کو پکارو۔ اپنے شدائد و مصائب میں۔ . . . .

ابراہیم علیہ السلام ایسی چیز کو
پکارا جس کا ابھی وجود ہی نہیں تھا۔ کیونکہ گوشت الگ پوست الگ روح الگ تمام چیزیں
الگ الگ اور آپ نے محض فرمان باری بجا لاکر اطمینان قلب کا تزاید کیا۔ کیا تم بھی اسی غرض سے
اموات کو پکارتے ہو۔ خدا سے ڈرو۔ کلام اس ندا میں ہے۔ جو شدائد اور مصائب میں
کی جاتی ہے۔ رفع مصائب اور رفع شدائد کے لئے یہ نداء تو اعجازی ہے یعنی معجزہ
ظاہر کرنا مقصود ہے۔ اس سے استدلال کرنا سمجھ دار آدمی کا کام نہیں۔

اظلام | التحیات پڑھتے وقت یا ایہا النبی کہتے ہیں۔

اعلام | ہاں التحیات میں یا ایہا النبی پڑھتے ہیں۔ لیکن ایسے خطابات میں شرک کا شائبہ
بھی موجود نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سیاحون کو آپ کے پاس کلمات خطابیہ
وندائیہ وغیرہ پونچانے کے لئے مقرر کر دیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ جب تم میں
کوئی میری قبر کے پاس درود پڑھے۔ تو میں خود سنتا ہوں۔ جب دور سے پڑھے۔
تو میرے پاس پہنچایا جاتا ہے۔ دور سے پہنچانے کے لئے فرشتے متعین ہیں۔ اس سے
معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر نہیں۔ ورنہ بلا واسطہ و بواسطہ کا
فرق کرنا عبث اور بیکار ہوگا۔ خطاب میں مخاطب کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔
جیسا کہ تحریر خطوط کے وقت خطاب اس خیال سے کیا جاتا ہے۔ کہ کسی ذریعہ سے خط
پونچکر مخاطب ہوگا۔ حالانکہ مخاطب بوجود خارجی سامنے نہیں ہوتا۔ اسی طرح نبی اکرم
صلے اللہ علیہ وسلم سے خطاب اور ندا بایں نیت کیا جاتا ہے۔ کہ ملائکہ سیاحین کلمات
خطابیہ وندائیہ بخدمت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گذرانیں گے۔ اس وقت خطاب
ہوگا۔ اس میں حاضر و ناظر کا شائبہ نہیں۔ ورنہ جہاں جہاں خطاب ہوگا۔ خواہ شرعیات
میں ہو یا غیر میں۔ ماننا پڑیگا۔ کہ مخاطب سامنے موجود بوجود خارجی جس کا
کوئی ذی شعور اب تک قائل نہیں ہوا تو البتہ حاضر و ناظر بوجود خارجی سمجھکر پڑھنا حرام
و ناجائز و شرک ہے۔ اس میں تمام فقہاء متفق ہیں۔ رہا حضور ذہنی سمجھکر خطاب کرنا
یہ جائز ہے جیسا محبوبوں کو خطاب کیا جاتا ہے۔

اظلام | وہابیت کی رگیں کٹ جائیں گی۔

اعلام | ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ کس کی رگیں کٹ جاتی ہیں۔ کیا اہل ہوا کی یا اہل سنت

کی جن کو وہابی سے تعبیر کیا گیا۔ عبارت بلفظہ شاہ عبدالعزیزؒ کی نقل کی جاتی ہے۔ ناظرین
خود سمجھیں گے کہ عبدالحفیظ صاحب نے کس قدر خیانت سے کام لیا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے ارشادات کی توجیہ

"شیخ سفیان ثوری روزی در نماز شام امامت میکرد۔ چوں ایاک نعبد و
ایاک نستعین گفت بیہوش افتاد۔ چوں بخود آمد۔ گفتند۔ اے شیخ تراچہ شدہ
بود۔ گفت چوں ایاک نستعین گفتم ترسیدم کہ مرا بگویند۔ کہ اے دروغ گو
چرا از طبیب دارو میخواہی۔ واز امیر روزی۔ واز بادشاہ یاری میجوئی و لہذا
بعضے علماء گفتہ اند مرد را باید۔ کہ شرم کند۔ ازاں کہ ہر روز و شب پنج نوبت
در مواجہہ پروردگار خود ایستادہ دروغ گفتہ باشد۔ لیکن درینجا باید فہمید۔
کہ استعانت از غیر بوجہیکہ اعتماد براں غیر باشد۔ و اورا مظہر عون الٰہی نداند
حرام است۔ اگر التفات محض بجانب حق است و اورا یکے مظہر عون دانستہ
ونظر بکارخانہ اسباب و حکمتِ او تعالیٰ دراں نمودہ۔ بغیر استعانت ظاہر نماید
وور از عرفان نخواہد بود۔ در شرع نیز جائز و رواست و انبیاء و اولیاء ایں
نوع استعانت بغیر کردہ اند۔ و درحقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ
استعانت بحضرت حق است لاغیر۔"

اس عبارت میں حضرت شاہ صاحب امور عادیہ جو روزمرّہ آپس میں پیش آتے ہیں۔
ان کے متعلق فرماتے ہیں چنانچہ حضرت سفیان ثوری کا سمجھنا کہ "از طبیب دارو واز
امیر روزی واز بادشاہ یاری" خلاف ایاک نستعین ہے۔ اور اس مقام پر فقط امور عادیہ
کی گفتگو ہے۔ امور غیر عادیہ سے جو متنازعہ فیہا ہیں۔ کوئی تعلق نہیں۔ ورنہ انبیاء علیہم السلام
کس غیر سے امور غیر عادیہ میں استعانت و استمداد کرتے تھے۔ کیونکہ اس عبارت میں تحریر
ہے کہ "انبیاء و اولیاء ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند" لہذا یہ عبارت فقط امور عادیہ
جو زندوں سے کی جاتی ہے۔ کے متعلق ہے۔ چنانچہ خود دوسرے مقام پر شاہ صاحبؒ
تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں۔

رگ بدعت پر عزیزی نشتر | استعانت با چیزے لیست کہ توہم استقلال
آں چیز ہیچ کس از مشرکین و موحدین نگذرد۔ مثل استعانت بہ چوب غلات

دردفع گرسنگی واستعانت بآب وشربتہا دردفع تشنگی واستعانت برائے راحت بسایۂ درخت ومانند آں دردفع مرض بادویہ وعقاقیرو درتعیین وجہ معاش بامیروبادشاہ کہ درحقیقت معاوضہ خدمت مال است وموجب تذلل نیست۔ یا باطباء معالجان کہ بسبب تجربہ واطلاع زائد ازانہا طلب مشورہ است۔ واستقلال کہ شوبہ نمی شود۔ پس ایں قسم استعانت بلاکراہت جائز است زیراکہ درحقیقت استعانت نیست۔ واگر استعانت است۔ استعانت بخداست یا بچیزیست کہ توہم واستقلال آں چیز درمدارک مشرکین جاگرفتہ مثل استعانت بارواح وروحانیات فلکیہ وعنصریہ یاارواح سائرہ مثل بھوانی وشیخ سدو وزین خان وامثال ذلک۔ ایں انواع استعانت عین شرک است ومنافی ملت حنیفیہ است انتہی۔

دیکھا اہل ہوا کی سب گیس کٹ گئیں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے ارشاد سے۔

اظلام | اعلیٰحضرت مجدد مائتہ حاضرہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کے رسائل ملاحظہ فرمائیے۔

اعلام | ہم تو پہلے ہی سمجھتے تھے۔ کہ جناب کے علم کا منتہیٰ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے رسائل ہیں۔ آپ تو محض نقال واقع ہوئے ہیں۔ لیکن نقل کے لئے بھی عقل درکار ہے۔ جو آپ کے ہاں نصیب دشمناں ہے۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

فتاویٰ علمائے کرام

سوال | کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ وظیفہ شیئاً للہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بزرگان دین کے وظائف میں داخل ہے یا نہ۔ کیونکہ ان کے بھی پیر ومرشد تھے۔ کیا اس کے پڑھنے میں ثواب ہے یا نہ۔ جو اس کو ثواب سمجھ کر پڑھے۔ اس کا کیا حکم ہے۔ خصوصاً کلمات ماثورہ کے ساتھ ملاکر بذوق وشوق پڑھے۔ کیا یہ شرعاً درست ہے یا نہیں۔

الجواب شیئاً للہ قطب الاقطاب سید عبد القادر جیلانی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور دیگر بزرگانِ دین کے وظائف میں داخل نہیں۔ بلکہ بعض لوگوں نے اپنی طرف سے ایجاد کر کے ان کے وظائف میں سے شمار کیا۔ تحقیق منظور ہو تو قدوۃ المتاخرین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا رسالہ "الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" مطالعہ فرمائیں۔ ھوالشفی صلادر قوم مومنین جو اس کلمہ کو ثواب سمجھ کر پڑھیگا۔ تو عند اللہ ماخوذ ہوگا۔ کیونکہ فقہاء کرام اس کے قائل کے متعلق نہایت توبیخ فرماتے ہیں۔ علامہ شامی رد المحتار جلد ثالث ص۳۶ میں فرماتے ہیں ویجب التباعد عن ھذہ العبارۃ وقد مران ما فیہ خلاف یؤمر بالتوبۃ والاستغفار وتجدید النکاح۔ علامہ عبد الحی لکھنوی مجموعہ فتاوی جلد اول ص۲۵ میں فرماتے ہیں۔ ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ دریں مسئلہ کہ عادت عوام ایں دیار است کہ در وقت مصیبت وحاجت از دو۔ ولیعد انبیاء علیہم السلام یا اولیاء کرام را بطریق استمداد میخوانند واعتقاد میدارند۔ کہ ایشاں حاضر وناظر..... اند در ہمہ حال وہر وقت کہ ما مردم ایشاں را میخوانیم۔ مطلع گشتہ در انجاح مقاصد دعا میکنند۔ ایں صورت جائز است یا نہ۔ ہو الموفق للصواب۔ صورۃ مذکورہ حرام است بلکہ شرک صریح است زیرا کہ اعتقاد حضرات انبیاء واولیاء کہ ہر وقت حاضر وناظر اند۔ وہمہ حال بر ندای ما مطلع شوند اگرچہ از بعید باشد۔ شرک است۔ عبارۃ ملا علی قاری در شرح فقہ اکبر۔ وذکر الحنفیۃ تصریحاً بالتکفیر باعتقاد۔ ان النبی صلعم یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ۔ قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ۔ اور علامہ موصوف جلد ثانی ص۳۴ میں فرماتے ہیں شخصی بمریدان خود تعلیم می کند کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ بطور دعا ورد بخوانند برائے قضاء حاجات مفید است وبعض کساں بایں طریق تعلیم می کند کہ یا شیخ برائے حصول حاجات ما بدرگاہ خدا دعا میکند۔ پس برائے تعلیم کنندہ چہ حکم است وہر دو کلام کلام شرک است یا نہ وآیا شیخ عبد القادر چنیں قدرت دارند۔ کہ فریاد ہر کس شنیدہ برائے دعا کنندہ بفریاد رسند یا نہ بینوا توجروا۔ ہو المصیب۔ از چنیں وظیفہ احتراز لازم است۔ اولاً ازیں جہت کہ ایں وظیفہ متضمن شیئاً للہ است۔ وبعض فقہاء از ہمچو لفظ حکم کفر کردہ اند چنانکہ در رد المحتار کذا قول شیئاً للہ قیل یکفرہ۔ انتہی۔ ودر رد المحتار لعل وجہہ انہ طلب شیئاً للہ واللہ غنی عن کل شیئ والکل مفتقر ومحتاج الیہ وینبغی ان یرجح عدم التکفیر فانہ یمکن ان یقول اردت طلب شیئ اکراماً

اللہ تعالیٰ شرح وہبانیہ فینبغی او یجب التباعد عن العبارۃ وقد مر ان ما فیہ خلاف یؤمر بالتوبۃ والاستغفار وتجدید النکاح ثانیاً ازیں جہت کہ ایں وظیفہ متضمن است نداء اموات را از امکنۂ بعیدہ وشرعاً ثابت نیست کہ اولیاء را قدرتی حاصل است کہ از امکنہ بعیدہ ندا بشنوند البتہ سماع اموات سلام زائر قبر را ثابت است بلکہ اعتقاد اینکہ کسے غیر حق سبحانہٗ حاضر و ناظر و عالم خفی وجلی و ہر وقت و ہر آں است اعتقاد شرک است۔ ودر فتاویٰ بزازیہ تزوج بلا شہود وقال خدائے و رسول و فرشتگاں را گواہ گردانم یکفر لانہٗ اعتقد ان الرسول والملک یعلمان الغیب وقال علمائنا من قال ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر۔ وانتہیٰ۔ و حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحؒ اگرچہ از اجلۂ اولیاء امت محمدیہ ہستند۔ ومناقب فضائل شان لا تعد ولا تحصیٰ اند لیکن حین قدرت شاں کہ فریاد را از امکنہ بعیدہ بشنوند۔ و بفریاد رسند۔ ثابت نیست واعتقاد آنکہ آنجناب ہر وقت حال مریدان خود میدانند و ندائے شاں می شنوند از عقائد شرک است۔ ابو الحسنات محمد عبد الحی عفی عنہ۔ علامہ طحطاوی برحاشیہ در مختار۔ ویجب التباعد عن ھذہ العبارۃ۔ مجموعہ فتاویٰ جلد ثالث ص۵ اگر کسی اعتقاد دارد۔ کہ ارواح مشائخ حاضر اند و ہر چیز میدانند بحق او چہ حکم است ہو المصوب کافر است من قال ارواح المشائخ حاضرون یعلمون الغیب یکفر فتاویٰ بزازیہ برحاشیہ عالمگیری مصری ط۱۳ من قال ارواح المشائخ حاضرون یعلمون الغیب یکفر۔ حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی حنفی مصنف مالا بد منہٗ رسالہ ارشاد الطالبین میں فرماتے ہیں۔ آنکہ جہال میگویند یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ و یا خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی شیئاً للہ جائز نیست واگر روح حضرت شیخ را متصرف الامور خیال میکنند کفر است ابن وہبان حنفی اپنی منظوم میں فرماتے ہیں۔ ومن قال شیئاً للہ لعبش یکفر ویخشیٰ علیہ الکفر لعض یقرر۔ غایۃ الاوطار جلد ثانی۔ بعضے لوگ بطور وظیفہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ پڑھتے ہیں اسمیں عدم کفر کو ترجیح ہے۔ لیکن خوف کفر سے خالی نہیں۔ لہٰذا ترک اس کا لازم ہے علامہ رشید احمد صاحب گنگوہی رحؒ جو حضرت قبلہ علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحؒ کے پیر و مرشد اور استاد حدیث ہیں وہ اپنے فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل ص۱۱ میں فرماتے ہیں۔ اس کا ورد کرنا بندہ جائز نہیں جانتا۔ اگرچہ شرک نہیں۔ لیکن مشابہ شرک ہے۔ اور بعض فعل مشابہ شرک ہوتے ہیں۔ اور صغیرہ ہوتے ہیں کیونکہ شرک کا مشکک ہے۔ کہ اس کے افراد قلت وکثرت معصیت [illegible]

قسم بغیر اللہ کو حدیث میں شرک فرمایا ہے حالانکہ وہ گناہ صغیرہ ہے پس ورد اس کا مشابہ بشرک ہے
کہ غیر اللہ تعالیٰ سے طلب حاجات ہے۔ مگر جو شخص ان کلمات میں اثر جان کر پڑھتا ہے وہ کافر اور
مشرک نہ ہوگا۔ اگرچہ معصیت سے خالی بھی نہ ہوگا۔ اور جو شیخ قدس سرہٗ کو متصرف بالذات
جان کر پڑھے گا وہ مشرک ہے اور اس عقیدہ سے پڑھنا کہ شیخ کو حق تعالیٰ اطلاع کر دیتا ہے۔
اور باذنہٖ تعالیٰ شیخ حاجت پوری کر دیتے ہیں۔ یہ بھی شرک نہ ہوگا۔ باقی مومن کی نسبت بدظن
ہونا بھی معصیت ہے۔ اور جاہلوں سے کسی کو کافر و مشرک بتا دینا بھی غیر مناسب ہے اور ایسے
موہوم الفاظ کا پڑھنا کبھی بھی معصیت ہے۔ فقط (الکتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ)

پس اے مسلمان بھائیو ذرا غور کرو کہ حضرت علامہ شامی علامہ غایۃ الاوطار شارح درمختار
علامہ ابن ہمام۔ علامہ طحطاوی۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علامہ عبدالحی لکھنوی و دیگر فقہا
کلمہ مذکورہ کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں۔ متاع ایمان کی حفاظت ضروری ہے۔ ایسے کلمات پڑھنے
میں ثواب تو ہے ہی نہیں۔ بلکہ بلا تاویل صحیح پڑھنے میں ایمان کا خطرہ ہے۔ قضاء حاجت کے لئے
مخزن دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کلمات لاتعد و لاتحصٰی منقول و موجود ہیں۔ ان کو اپنا مشغل عمل
بنانا چاہئے۔ نہ کہ ایسے کلمات جن میں اتنی لے دے ہو۔ (محمد نور الدین مفتی زادہ کشمیری)

علماء دیوبند | ان کلمات سے جنمیں ایہام ہو احتراز لازم ہے جیسے لا تقولوا راعنا کہنے سے صحابہ کو
منع ہوا۔ اور تمام فقہا لفظ بحق دعا میں کہنے کو مکروہ فرماتے ہیں۔ کیونکہ یہاں ایہام ہے۔ محمد شفیع
عفی عنہ دار الافتاء دیوبند۔ (الجواب صواب) اعزاز علی دیوبندی۔ حسین احمد مدنی عفی عنہ۔
محمد ابراہیم بلیاوی۔ عبد السمیع۔

علماء ڈابھیل | کلمات موہمہ سے بچنا لازم ہے۔ اور کلمات ماثورہ کو حرز جان بنانا مناسب
ہے۔ واللہ اعلم شبیر احمد عثمانی۔ سراج احمد۔ حفظ الرحمٰن۔ مفتی عتیق الرحمٰن

علماء سہارنپور | کلمہ شیئاً للہ اور دیگر کلمہ مجوزہ جو لوگوں نے وظائف میں داخل کر رکھا کو
ذریعہ نجات بنا دیا ہے ان سے احتراز کرنا چاہئے۔ کیونکہ فقہاء ان کلمات کو خلاف شرع قرار دیتے ہیں
عبد اللطیف ناظم مدرسہ مظاہر العلوم۔ عبد الرحمٰن۔ منظور احمد۔ اسعد اللہ عفی عنہ

علماء دہلی | اس کلمہ سے جو موہم شرک ہو بچنا لازم اور ضروری ہے۔ [illegible]
جمعیۃ علماء ہند و مہتمم مدرسہ امینیہ۔ الجواب صحیح محمد سعید عفی عنہ

مراد آباد | فقط کلمہ ماثورہ کو مشغل عمل بنانا چاہیے۔ وہی کافی ہے۔ مرتضیٰ حسن ناظم دار الارشاد

علماء شاہجہانپور | جن کلمات میں علماء کا قائل کے کفر اور عدم کفر میں اختلاف ہو اور ثواب بھی نہ ہو۔ اور قضاء حاجات کیلئے ہزارہا کلمات ماثورہ موجود ہوں اس کلمہ کے پڑھنے کی کیا ضرورت۔ ابوالوفا نعمانی

علماء سنبھل | ایسے کلمات کو غذائے روح بنانا جو ایمان کیلئے بلا ہیر پھیر اور بلا تاویل صحیح سم قاتل کا حکم رکھتا ہے کسطرح روا ہو سکتا ہے۔ محمد منظور۔ محمد اسماعیل عفا اللہ عنہ۔

علماء لودھیانہ | ایسے کلمات کو انسان اپنا مشغل عمل کیوں بنائے۔ جو شریعت کے مطابق درود وافق نہ ہوں اور علماء کرام کو اسکے کفر اور عدم کفر میں کلام ہو۔ حبیب الرحمن عفی عنہ

علماء جالندھر | کلمہ شیئاً للہ نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ حدیث سے۔ بعض لوگ یونہی قرآن کو تحریف کر کے پیش کرتے ہیں۔ اس سے بچنا چاہئے۔ خیر محمد عفی عنہ صدر مدرس

علماء لاہور | ایسے کلمات جو بلا ہیر پھیر اور بلا تاویل صحیح شرک ہوں۔ احتراز لازم ہے۔ احمد علی مہتمم انجمن خدام الدین۔ نجم الدین عفی عنہ۔

علماء امرتسر | یہ کلمہ عوام کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتا ہے۔ اس لئے احتراز ضروری ہے۔ محمد حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ نعمانیہ۔ اصحاب الدین ہزاروی۔ عبدالرحمن عفی عنہ

علماء بریلی مدرسہ اشاعت العلوم | ایسے کلمات سے مسلمانوں کو بچانا اور اپنی زبان کو پاک رکھنا ضروری ہے۔ مبتدعین نے اس کو اپنا جزو ایمان بنا دیا ہے۔ جیسا کہ انکی تحریرات اور طرز بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ خدا ہم کو صراط مستقیم پر رکھے۔ محمد یٰسین مدرس اول و مہتمم مدرسہ عبدالرحمن خاں مدرس دوم۔ حافظ عبدالرحمن سوم مدرس۔ عبدالرؤف چہارم۔ عبدالعزیز مدرس پنجم۔ محمود حسن ششم۔ محمد شاہجہان ہفتم۔ محمد رفیق ہشتم۔ محبوب الرحمن مدرس نہم۔ عبدالرشید خاں دہم۔ مولا بخش عفی عنہ مدرس یازدہم۔

مدرسہ مصباح العلوم | جواب درست ہے۔ کریم بخش مہتمم مدرسہ و مدرس اعلیٰ۔ عبدالحفیظ مدرس دوم۔ عبدالمجید مدرس سوم۔ منظور احمد مدرس چہارم۔ حافظ حضور احمد خاں عفی عنہ مدرس پنجم۔

مدرسہ اشفاقیہ | جواب درست ہے۔ رونق علی عفی عنہ مہتمم مدرسہ۔ حبیب اللہ مدرس دوم۔ محمود حسن مدرس سوم۔ رحیم اللہ عفی عنہ مدرس چہارم۔

۱۰ر صفر ۱۳۵۴ھ

تمام شد